از قلم

امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی

حسب الامر

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی
مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر: حضرت مولانا حامد الانصاری غازی
ناظم اعلیٰ

دفتر اجلاسِ صد سالہ دار العلوم دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ یہ عرض ہے کہ اوّل اوّل ۲۰۰ھ میں علوم عربیہ ہمراہ فتوحاتِ اسلامیہ براہ ماوراء النہر و خراسان ہند میں (اور براہ یمن و شیراز گجرات میں) داخل ہوئے پھر یکے بعد دیگرے سندھ، ملتان، لاہور، دہلی، جونپور، لکھنؤ، صوبہ بہار اور مدراس وغیرہ علم کے مرکز ہوئے اور اس خاک ہند سے صدہا خاندان، ہزاروں اہل فضل و کمال پیدا ہوئے مگر آہ آسمان علم کے یہ ستارے غروب ہو گئے جن کی اب صرف تصانیف اور تذکرہ ہنوز سابوں میں موجود ہے۔

غرض علمی محفلیں سونی ہوئیں اور مسندیں خالی ہوئیں اور ترکۂ علم پر خطرۂ ظلمت محیط ہوا کہ دفعتاً یاس کی آخری ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دہلی پر سایہ فگن ہوئی اور انتخابِ قدرت نے مولانا شاہ عبدالرحیم کے گھر میں استاذ الہند، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا کیا۔ اس سے پہلے بھی ابر علم آیا، گرجا، برسا اور چلا گیا مگر خدا

نے اس اسم بامسمی ولی ذات ستودہ صفات کی معرفت جو ابر کرم نازل فرمایا، اسکی جھڑی ہنوز ختم نہیں ہوئی ہے جس سے نہ صرف ہند بلکہ بیرون ہند بھی سیراب وشاداب ہو رہا ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے الکلام صہ ۱۵۹ ج ا میں بالکل سچ لکھا ہے :۔

" قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشہ دکھلانا تھا کہ آخر زمانہ میں جبکہ اسلام کا نفس بازپسیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جسکی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی رازی ابن رشد کے کارنامے گرد پڑ گئے "۔

ہندوستان کے شہروں کی کثیر آبادی حنفی تھی (اور ہے) الحمدللہ شاہ عبدالرحیمؒ، مولانا شاہ ولی اللہؒ، مولانا شاہ اہل اللہؒ، مولانا شاہ رفیع الدینؒ، مولانا شاہ عبدالقادرؒ، مولانا شاہ عبدالعزیزؒ، مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ (جو صراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ :۔

" در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام ست بہتر وخوب ست ")

مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب مہاجر مکیؒ، مولانا شاہ عبدالغنیؒ خود بھی حنفی تھے اس لئے یہ خاندان ہندوستان کے تمام علمی خاندانوں کے علمی ترکہ کا تنہا وارث ہونے کے علاوہ مذہب حنفیہ کا مرکز اور احناف ہند کا مرجع بھی تھا ہاں قضا وقدر نے یہ عزت صرف اسی خاندان کو بخشی تھی کہ ان میں سے جس کو دیکھو ماہر طریقت بھی ہے اور عالم شریعت بھی، مفسر ومترجم بھی ہے اور محدث وفقیہ بھی، معقولی ومنقولی بھی ہے اور مناظر ومتکلم بھی، مورخ وصوفی بھی ہے اور مصلح ومجاہد بھی یعنی مولانا شاہ عبدالرحیمؒ

کے بیٹے افلاطون وارسطو بھی ہیں، غزالی اور رازی بھی ، جنید و شبلی بھی ہیں، شیخ جیلانی و ابن عربی بھی حامل علم نبوت بھی ہیں اور صاحب زہد و سخاوت بھی، مسند علم کی زینت بھی ہیں اور میدان رزم کی شوکت بھی۔

ترجمۃ القرآن، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ، اسرار شریعت، فن طریقت، کلام، تاریخ، اصلاح و جہاد غرض دین کا کوئی ایسا علمی یا عملی شعبہ نہیں جس میں مسلمان (بالخصوص احناف) اس خاندان کے زیر بار منت نہ ہوں۔ معاصر حاسدین نے آسمان علم کے ان آفتابوں پر خاک ڈالنی چاہی، لیکن اس باد مخالف میں بھی وہ طلوع ہو کر نصف النہار تک پہنچے اور اسلام کو اپنے نور علم سے منور کر دیا، اللہ تعالیٰ کو ان فرشتہ خصلت مخلصوں کا خلوص کچھ ایسا پسند آیا کہ ان کے فیوض و برکات اور علم و عمل کو دوام اور استمرار بخشا یعنی تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں ولی اللّٰہی ابر نیساں نانوتہ پر برسا قدرت نے جہاں کی خاک سے اسی جامعیت کی اہلیت کا ایک "قاسم العلوم" پیدا فرمایا، ہاں نانوتہ سے جو ہلال طلوع ہو کر افق دہلی پر دکھائی دیا تھا وہ بدر بن کر دیوبند میں چمکا وہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب حنفی علیہ الرحمۃ کی ذات با برکات تھی اس مجسم علم پیکر عقل نے (جو ولی اللّٰہی خزانہ علم کا امین تھا) دنیائے اسلام کا جائزہ لیا دیکھا تو چمن محمدی کا ہر شجر اندرونی معصیت اور غفلت اور بیرونی شرک و کفر کے باد سموم سے پژمردہ ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر کوہ وقار تڑپ گیا اور فوراً میدان عمل میں گامزن ہوا، کبھی یہاں سے بیرون ہند ترکی کو لاکھوں روپیہ فراہم کرتا ہے کبھی یہاں اسلام کو کفر و شرک کے حملوں سے بچاتا ہے، کبھی میدان مناظرہ میں عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے لڑ کر اسلام کے لئے آہنی دیوار بن جاتا ہے اور زبردست

مدافعت کرتا ہے، کبھی خود اہل اسلام کو ان کی معصیت و غفلت پر متنبہ کرتا ہے، رات یادِ حق میں بسر کرتا ہے تو دن طالبان علم کے لئے مسندِ علم کو زینت بخشتا ہے، غرض اس برق صفت نمونہ قدرت نے اپنی فقیرانہ زندگی میں وہ فاتحانہ جد وجہد اور مدافعانہ جہاد کیا جس کے رشد و ہدایات سے ہند کی دنیائے کفر و جہل میں ایک ہلچل مچ گئی اور باغ اسلام میں پھر بہار آئی بڑا کارنامہ اس مقدس ذات کا یہ ہے کہ اپنی اس مخلصانہ دوادوش میں یہ سمجھ کر کہ آخر یہ ذاتی اور وقتی جد وجہد و جہاد تا بکے، اہل اسلام کے اصل مرض کی تشخیص کی اور اس کی دوا (علم دین) تجویز کر کے قصبہ دیوبند میں ایک دینی مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم کیا۔ مولانا محمد یعقوبؒ (جو پیدائشی ولی تھے) اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی محدث علیہما الرحمۃ دست و بازو ہوئے جس کی ابتدائی بے سروسامانی گو بظاہر نا قابل اطمینان تھی مگر باطنی بنیاد (ایمان و خلوص) اس درجہ مستحکم تھی کہ وہی معمولی مدرسہ آج ہندوستان کا جامعہ ازہر ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

گو بقیۃ الخلف حاسدین نے شور مچایا، کبھی نجدی، وہابی مشہور کیا کبھی فتوئ کفر کا گولہ برسایا، کبھی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لئے دارالکفر سے دارالاسلام تک دوڑ لگائی مگر نتیجہ وہی ہوا جو عہد نبوت میں فتنہ لہابیت کا ہوا تھا کہ حق کے مقابلے میں معاندین مقہور و مجبور اور ان کے باطل گولے چور چور ہو گئے۔

عالم خاموشی میں بے یار و مددگار کسی غیر مشہور کامل بزرگ کا مدرسہ کے لئے ایک اینٹ رکھ کر اس ہیئت میں خدا سے دعا کرنا اور اس پر مولانا محمد قاسم نانوتوی کا آمین کہنا یہ بھی عجیب منظر تھا، کسے معلوم تھا کہ یہ عاجز بندے خاک زمین پر نہیں

بلکہ عرش بریں پر فریاد کر رہے ہیں، اللہ نے نہ معلوم اپنے دامان رحمت میں کس کس محبت سے اپنے مستجاب الدعوات بندوں کی دعا رلی ہوگی جس کا یہ پھل ہے کہ مرکزی حیثیت سے صرف یہی ایک دینی مدرسہ ہے جو آج ہندوستان بھر کے ہر سابق علمی خاندان کی علمی دولت کا امین ہے، محافظ ہے، خادم ہے، قاسم ہے دنیائے اسلام کا کونسا ایسا گوشہ ہے جہاں (بالذات یا بواسطہ) اس کے متعلم و معلم نہیں، دین کا کونسا شعبہ ہے جس کے یہ خادم نہیں، علم شریعت کا کون فن ہے جن کے یہ قاسم نہیں مسلمانوں کی کونسی مذہبی خدمت ہے جس میں یہ آگے نہیں، مدرسہ دیوبند کے سوا کس مدرسہ نے شیخ الہندؒ اور حکیم الامت جیسی ہستیاں پیدا کیں، کس کے طالب علم (مولانا حسین احمد مدنی) نے حرم رسول میں بیس برس تک حدیث شریف کا درس دیا؟ کیا کوئی مدرسہ شیخ الحدیث (مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری) کی نظیر پیش کرسکتا ہے؟

کہیں انشار پردازی پر ناز ہے، کہیں علوم جدیدہ پر غرہ، کہیں منطق و فلسفہ غلبہ ہے کہیں تاریخ وادب کا چسکہ، کہیں ملازمت کی دھن ہے کہیں یورپین فیشن کا جربہ۔ مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک "علم دین" اگر ڈھونڈ و گے تو مدرسہ دیوبند کے سوا کہیں نہ پاؤ گے خدا ہزاروں برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے قاسم العلوم پر کہ جس کا لگایا ہوا درخت آج اتنا پھلا پھولا کہ جس کا سایہ ہر جگہ موجود اور اس کے ثمر سے ہر مسلم بہرہ یاب ہے۔

مدرسہ عالیہ دیوبند کے فیوض و برکات وہی ہیں جو دلی اللہی خاندان کے تھے وہی علم ہے وہی عمل ہے، وہی خلوص ہے، وہی صداقت ہے۔ کہنے کو تو یوں بوجہ

رشک و حسد جس کے جو جی میں آئے کہہ لے یعنی نجدی، وہابی وغیرہ وغیرہ، لیکن حق یہ ہے کہ واقعی دین اسلام کی خدمت اور خالص مذہب حنفیہ کی حمایت و حفاظت کا علمبردار صرف ایک یہی مدرسہ ہے جس نے اول اول نیچریت کا مقابلہ کیا، سب سے پہلے آریت کے حملہ کو روکا ۔ بلا خوف لومۃ لائم اہل اسلام کو خلاف شرع باتوں سے منع کیا، ہزاروں کو عالم دین بنایا صدہا واعظ و مناظر پیدا کئے اور یہ سب افسانہ نہیں حقیقت ہے ۔ ع

دیدہ بینا ہو جس کو شوق سے وہ دیکھ لے

مدرسہ ہذا کے دین و مذہب کی خدمت کا صرف ایک شعبہ تصنیف و تالیف ہی کو دیکھو تو حیرت ہوتی ہے کہ نہ علم دین کا کوئی شعبہ چھوٹا ہے نہ اہل اسلام کی کوئی مذہبی ضرورت نظر انداز ہوئی ہے نہ مخالفین کے کسی حملہ کی مدافعت چھوڑی ہے کون ہے کہ جس کا اہل دیوبند نے جواب نہیں دیا، مقابلہ نہیں کیا، رد نہیں کیا؟ بایں ہمہ بعض اپنے ہی بھائیوں کا ناحق مخالف ہونا اور وہابی کہنا سراسر ظلم و ستم نہیں تو کیا ہے؟ پس خوش قسمت ہیں وہ جو مدرسہ قاسم العلوم میں پڑھاتے ہیں اور پڑھتے ہیں یا اس کے تعلیم یافتہ ہیں، مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سے محبت رکھتے ہیں، قابل رشک ہیں جو اسے مدد دیتے ہیں ۔ خدا ہر مسلم کو مومن کو یہ مقام نصیب کرے ۔

"آمین"

منقول از "القاسم" دیوبند (دور جدید)

ماہ جمادی الاولی ۱۳۴۴ھ